رانا محمد اکبر

عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عید کے معنیٰ خوشی ، میلاد کے معنی ولادت ، نبی بمعنی وحی کے ذریعے خالق کائنات کا پیغام پہنچانے والا۔ الغرض یہ کہ عید میلاد النبی کے معنیٰ ہوئے "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی"

ہر نبی یا رسول کی پیدائش ہر اُمّت کے ان لوگوں کے لیے رحمت وسعادت کا باعث ہوئی جنہوں نے اپنے زمانہ کے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت وفرمانبرداری کی اور جن لوگوں نے اس سے منہ موڑا اور خلاف کیا اُن کو عذابِ دوزخ کی خبر سُنا دی گئی۔

انبیاء علیہم السلام میں سے خواہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہوں یا نبیٔ آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سلم، ان تمام برگزیدہ ہستیوں کی بعثت و ولادت کا مقصد محض اور محض بنی نوع انسان کی رہنمائی ہے، اپنے اپنے وقت میں اُمتوں کے جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کی وہی لوگ خداوندِ عالم کے انعام واکرام کے مستحق ٹھہرے۔ اور جن لوگوں نے اطاعت سے منہ موڑا وہ خسارے میں رہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت سے رُوگردانی کرنے والوں کے لیے ارشاد ہوُا:

"وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ" (النساء)

اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اُس کے رسولؐ کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے، ڈالے گا اس کو آگ میں، ہمیشہ رہے گا اس میں، اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔"

بالکل واضح ہو گیا کہ نبیؐ کی ذاتِ مبارکہ کو سوائے رشد و ہدایت کے اور کسی مقصد کے لیے

مبعوث نہیں کیا جاتا۔ اگر نبی کی بعثت کا مقصد بغیر ایمان وعمل کے لوگوں کو گناہوں سے پاک کر کے نجات دینا مقصود ہوتا، جیساکہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے، تو حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے طوفان میں غرق نہ ہوتا۔ اِس واقعہ کو قرآنِ مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

"رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ۔"

(ھُود ۴)

" اے میرے پروردگار! میرا بیٹا بھی میرے اہل میں داخل ہے اور (تیرا) وعدہ (جو تُو نے میرے اہل کو نجات دینے کا فرمایا تھا وہ) سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے "

بارگاہِ رب العزّت سے جواب ملا :

"یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ ط اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ط فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ " (ھُود ۴)

" خداوندِ قدوس نے فرمایا، اے نوحؑ! تمہارا بیٹا تمہارے اہل میں داخل نہیں کیوں کہ اس کے عمل اچھے نہیں۔ تو جس چیز کی حقیقت سے تم واقف نہیں ہم سے اس کی درخواست نہ کرو "

خداوندِ عالم کی اس تنبیہ پر، اللہ کے اُس نبیؑ کو جس نے قریبًا ساڑھے نو سو سال نبوّت کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے اس راہ میں دشوار ترین ذہنی اور جسمانی سخت اذیتیں برداشت کیں، معافی مانگنا پڑی۔ تب جا کر کشتی سلامتی کے ساتھ کنارے لگی۔

قرآنِ کریم کے متذکرہ واقعہ سے اظہر من الشمس ہے کہ نبی کا رشتہ اُمت کے افراد کے ساتھ دینی لحاظ سے ہوتا ہے۔ اگر دینی احکام میں نبی کی اطاعت کا اہتمام نہیں تو نافرمانوں کے لیے نبی کی پیدائش رحمت و سعادت کا سبب نہیں ہوا کرتی۔ نبی کی محض ذاتی محبّت اور خدمت کا آخرت میں کوئی صِلہ ہوتا تو اس کے سب سے بڑے مستحق حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے شفیق چچا ابوطالب ہوتے۔ جنہوں نے آپؐ کی بچپن سے لے کر جوانی تک شفقت و محبّت سے پرورش کی اور قریش کے مقابلہ میں آپؐ کی حمایت و معاونت کی، یہ سب ہمدردیاں خونی رشتے کی بنا پر تھیں۔ لیکن ان میں دینی ہمدردی کا عنصر نہ ہونے کی وجہ سے بوقتِ مرگ جب حضور صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ابو طالب کو کلمہ توحید پڑھنے کو بار بار کہا اور ان کی طرف سے کوئی مثبت جواب نہ ملا تو بارگاہِ ربّ العزت سے پیغام آیا :

" اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ " (قصص رکوع ۶)

" (اے نبیؐ) بیشک آپ جسے پسند کریں، ہدایت نہیں دے سکتے، پر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کے راستہ پر چلا دیتا ہے اور وہی خوب جانتا ہے جو ہدایت پانے والے ہیں "

درج بالا واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم ان لوگوں سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں جو دینی معاملات و عبادات میں تو محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیتے نہیں اور حضور ؐ کی پیدائش کے جلوسوں میں جوق در جوق حصہ لیتے ہیں، یا حضور ؐ سے زبانی کلامی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، کیا حضور ؐ اُن کے کھوکھلے جذبۂ محبت کی قدر کریں گے اور اُن کی بخشش کے لیے خدا کے دربار میں درخواست کریں گے ؟ ـــــ جب کہ خداوندِ قدوس کی یہ تنبیہہ بھی ہو!

" قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ "

(سورہ آلِ عمران : رکوع ۴)

" (اے نبیؐ) فرمادیں کہ حکم مانو اللہ کا اور رسولؐ کا پس اگر رُوگردانی کریں تو پسند نہیں کرتا اللہ کافروں کو "

اس آیت پاک میں اللہ جلّ شانہٗ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتے وہ مُنکرینِ دینِ اسلام ہیں اس لیے اُن کو ذاتِ باری تعالیٰ پسند نہیں فرماتے ۔ اِس میں شک نہیں کہ عید میلاد منانے والے اور جلوسوں میں شامل ہو کر اس کو ریاکارانہ محبّت کا رنگ چڑھانے والے اکثر تارکِ صوم وصلوٰۃ اور دیگر اسلامی اقدار و شعائر سے رُوگردانی کرنے والے ہی ہوتے ہیں اور اسلامی آداب و احترام سے لاشعور بھی۔ جس کی بدولت جشنِ عید میلاد کے جلوسوں میں غیر مہذب اور اوباشانہ حرکتیں نمایاں دکھائی دیتی ہیں ۔ کہاں حضور نبی کریم صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت میں ولادتِ پاک کا جلوس اور کہاں اس سے متضاد نعرہ بازی، ہنسی مذاق، دھمال، بھنگڑا، گانوں اور قوالیوں کی ریکارڈنگ، روضۂ انور اور بیت اللہ شریف کی تصویریں اور ان کا زمین پر گر کر پاؤں تلے روندا جانا ۔ ان سب طور طریقوں کو

میلاد مبارک کے احترام کا نام دیں یا توہین و بے ادبی کی منہ بولتی تصویر کہیں ؟

ولادتِ پاک منانے ، جس پر کروڑوں اربوں کی بجلی ، لاکھوں کروڑوں روپوں کی جھنڈیاں تیار کر کے قومی سرمایہ اسراف کی نذر کیا جاتا ہے ، کا کوئی شرعی جواز ہے ؟ یا یوں ہی مفاد پرست عناصر سیدھے سادے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے نام پر کھلونا بنا کر اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں ؟ یہ مفادات مذہبی ، سیاسی اور معاشی نوعیت کے ہیں جن کی تفصیل جشنِ عید میلاد کے تہوار کی غیر اسلامی شکل و صورت سے پڑھنا کسی ذی شعور شخص کے لیے مشکل نہیں اور کم فہم آدمی ان مفادات کی تفصیل سے آگاہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ہزار کوشش کے باوجود اس تقریب و تہوار کا جواز مہیا نہ کر پائے ۔ اس کا جواز اجتہادی اور شرعی کسی پہلو سے نہیں نکلتا ۔

خالقِ کائنات نے جس شخصیت کو آخری زمانہ کے لیے منصبِ نبوت عطا فرما کر بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے چُنا ، روحانیت و نورانیت کا مینار بنا کر بھیجا ، اسوۂ حسنہ کا بے مثال نمونہ قرار دیا ، اس کے اعمال و کردار ، افعال و اقوال اور اخلاق و اطوار سنہری حروف میں قرآن و حدیث کی زینت بنے ہوئے ہیں اس لیے عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطورِ تہوار منانا تلاش کرنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہونی چاہیئے کیوں کہ سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

" تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ " (موطا امام مالک)

" میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑ چلا ہوں کہ جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ، ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث شریف "

ختم الرسل سید عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس فرمان کی روشنی میں اپنی علمی بساط کے مطابق آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی کی اس نیت سے ورق گردانی کی اور علماء کرام و بزرگانِ دین کی کتب کا مطالعہ بھی کیا کہ کہیں قرآن و حدیث کے کسی واضح فرمان کو چھوڑ کر گمراہ نہ ہو جاؤں لیکن کہیں ولادتِ پاک کو بطورِ تہوار منانے کا ثبوت و جواز نہ پا سکا ۔ مکمل تسلی اور ذہنی سکون تب ہُوا جب جشنِ میلاد کے قائلین کی کتب کا مطالعہ کر لینے کے بعد بھی کوئی ثبوت نہ مل سکا ۔ جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائلین علماء کرام جو آیت مبارکہ جشنِ عیدِ میلاد النبیؐ کے جواز میں پیش کرتے ہیں ، اس سے اس معاملہ میں عیسائیت کی تقلید کا ثبوت ملتا

ہے۔ آپ بھی غور فرمائیں۔ سورہ مائدہ میں ہے:

"اور (دیکھو) جب ایسا ہوا کہ حواریوں نے کہا تھا، اے عیسیٰ بن مریم کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ آسمان سے ہم پر ایک خوان اتار دے؟ عیسیٰ نے کہا خدا سے ڈرو (اور ایسی فرمائشیں نہ کرو) اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں (ہمیں غذا میسر آئے تو) اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل آرام پائیں اور ہم جان لیں کہ تو نے ہمیں سچ بتایا تھا اور اس پر ہم گواہ ہو جائیں۔ اس پر عیسیٰ بن مریم نے دعا کی:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنۡكَ‌ۚ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ" (سورۃ مائدہ)

"اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک خوان بھیج دے کہ اس کا آنا ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں سب کے لیے عید قرار پائے اور تیری طرف سے (فضل و کرم کی) ایک نشانی ہو۔ ہمیں روزی دے تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے"

اس آیت مبارکہ سے اول تو عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت نہیں ملتا۔ ویسے بھی شریعت عیسوی اور شریعت محمدی کے اقدار و شعار مختلف ہیں اس کے باوجود اگر کوئی عید میلاد النبی کا جواز نکالنے پر مصر ہے تو دو خطرات درپیش ہوں گے:

۱۔ ختم نبوت سے ایمان اٹھ جانا:

نبیٔ آخر الزمان خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے نکل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی پیروی لازم آئے گی۔ جس سے ختم نبوت پر سے ایمان اٹھ جائے گا، یہ مذہبی سیاسی چال انگریز کی معلوم ہوتی ہے۔ جس نے ابن الوقت علماء کو خرید کر آیات قرآنی کی غلط تاویلیں کروا کر سادہ لوح مسلمانوں کی رغبت شریعت عیسوی کی جانب مبذول کروائی۔ اس کا ثبوت تو تقریب جشن عید میلاد کی جھلکیوں سے بھی مل سکتا ہے جو جلوس کی گزرگاہوں اور گلی کوچوں کی سج دھج پر کروڑوں روپوں کے اسراف کی بدولت اپنے جداگانہ وجود سے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاج اور اسلامی اقدار و شعار پر خندہ زن ہیں۔ عقیدت و احترام کی بنا پر عید میلاد کا تہوار

منانے نیز اس پر اس قدر اخراجات کرنے کی مثال ایک خوش حال بہت بڑی اسلامی سلطنت میں بھی نہیں ملتی، جس پر خلفاء راشدین رضؓ حکومتیں کرتے رہے، کجا یہ کہ اس چھوٹے سے غریب ملک میں مصنوعی تہواروں پر اخراجات کر کے قومی وملکی دولت کو برباد کیا جاتا ہے۔ ستم کی بات یہ ہے کہ خود ساختہ تہواروں کو دینی عقیدت سے منا کر اسلام کے منشور کو روحانیت سے کھوکھلا اور افادیت سے خالی ثابت کرنے کے ساتھ ملک میں فرقہ وارانہ نفرت وتعصب کو اور بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ؎

تعصب کہ ہے دشمنِ نوعِ انساں بھرے گھر کیے سینکڑوں جس نے ویراں
ہوئی بزمِ نمرود جس سے پریشاں کیا جس نے فرعون کو نذرِ طوفاں

گیا جوش میں بُولہب جس کے کھویا
ابو جہل کا جس نے بیڑا ڈبویا

وہ یاں اِک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے چھپا جس کے پردے میں اُس کا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام میں سربسر ہے وہ آبِ بقا ہم کو آتا نظر ہے

تعصب کو اِک جزوِ دیں سمجھے ہیں ہم
جہنّم کو خُلدِ بریں سمجھے ہیں ہم

(مسدس حالی)

ایسے تہوار تباہی کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتے ہیں جن میں انبیاءؑ ائمہ اور اولیاء کے مبارک ناموں کو استعمال کر کے ذہنی عیاشی کی پیاس بجھائی جاتی ہے۔

۲۔ عذابِ الٰہی کا خطرہ :

متذکرہ آیتِ مبارکہ سے عیدِ میلاد کے تہوار کا جواز اخذ کرنے سے دوسرا خطرہ عذابِ الٰہی کا ہے جو نافرمانی کی بدولت لوگوں پر نازل ہُوا کرتا ہے۔ خالقِ کائنات نے جو شرط اس عید کے ساتھ مُلتزم کی ہے آپ بھی اس سے خبردار ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

" قَالَ اللّٰهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِينَ " (سورہ مائدہ رکوع ۱۴)

" اللہ نے فرمایا، میں تمہارے لیے خوان بھیجوں گا۔ لیکن جو شخص اس کے بعد بھی (راہِ حق سے)

انکار کرے گا تو میں (پاداش عمل میں) عذاب دوں گا ایسا عذاب کہ تمام دنیا میں کسی آدمی کو بھی ویسا عذاب نہیں دیا جائے گا۔

ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حواریوں نے آپؑ سے ایک ایسا معجزہ طلب کیا جس کے نزول سے اُن کو بیٹھے بٹھائے اور بغیر ہاتھ ہلائے روزی میسر ہو یا کم از کم ان کو یہ یقین ہو کہ مسیح علیہ السلام واقعی خداوند قدوس کے ایسے بندے اور رسول ہیں جن کی بارگاہِ صمدی میں اس قدر رسائی و شنوائی ہے کہ وہ کسی چیز کے حصول کی جس وقت بھی درخواست کریں رد نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے حواریوں نے نزولِ مائدہ کا مطالبہ کیا جس کے ساتھ خالقِ کائنات نے یہ شرط لگا دی کہ اس کھانے کو صرف وہی لوگ کھائیں جو فقیر، مسکین، محتاج اور معذور و اپاہج ہوں۔ اِس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اگر تندرست اور مالدار کھائیں گے تو اُن پر عذاب مسلط کر دیا جائے گا۔ پس اس معاملہ کو مشروط دیکھ کر وہ لوگ آزردہ خاطر ہوئے اور ایسے کھانے کی دل میں تمنا نہ رہی جو پیٹ میں جا کر دوزخ کی آگ بن جائے لیکن کتابوں کی ورق گردانی سے یہ بات بھی مطالعہ میں آئی ہے کہ کچھ لوگوں کے اصرار پر مائدہ کا نزول ہوا جس میں مال دار لوگوں نے خیانت کی اور حق دار لوگ اس سے محروم رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس سرکشی اور نافرمانی پر عذاب بھی نازل ہوا۔

مائدہ کا نزول ہوا یا نہیں، ہمیں اس سے غرض نہیں کیوں کہ یہ معاملہ دُوسری اُمت کا ہے جس کے شرعی شعائر و اطوار پر عمل کرنے سے اُمتِ مسلمہ کو منع کیا گیا ہے۔ بلکہ فرمایا گیا:

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ" (مسلم شریف)

"حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اِس اُمت کا (یعنی اِس دَور کا) جو کوئی بھی یہودی ہو یا عیسائی، میری خبر سُن لے، پھر وہ اس چیز پر ایمان لائے بغیر مر جائے جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے تو وہ اہلِ نار (دوزخیوں) میں سے ہوگا۔"

میلادِ پاک کو بطور عیدِ میلادُ النّبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منانے والوں کو اس بات کی فکر کرنا چاہیئے کہ وہ عیسائیوں کی تقلید کر کے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت سے رُوگردانی کے مرتکب ہوئے ہیں اِس لیے کہ وہ اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دِن مناتے ہیں۔ جب کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین و تبع تابعین وائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے دامن اِس بدعت سے پاک ہیں۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے درج بالا فرمان کو قدر واہمیت کی نگاہ سے دیکھنے والوں کے لیے اس آیت پاک "رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا" سے عیدِ میلادُ النّبی کو بطورِ تہوار منانے کا کوئی جواز نہیں نکلتا لیکن دوسروں کے لیے توکوئی امر تنا ہی بھی مانع نہیں ہوا کرتا۔

مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ تمثیلات میں شمار ہوتی ہے جس کا مقصد لایعنی باتوں سے روکنا ہے نہ کہ کوئی نیا کام جاری کرنے کا جواز مہیا کرنا۔

ایک حدیث شریف : جس سے "عیدِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔ اس حدیث شریف کے معانی و مطالب پر غور کر کے نکالیے کیا نتیجہ نکالتے ہو:

"سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ"

(مشکوٰۃ کتاب الصوم باب صوم التطوع فصل اول)

"دوشنبہ کے روزے کے متعلق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اسی دن میں پیدا ہُوا، اور اسی دن مجھ پر وحی کا آغاز ہوا"

کیا اس سے عید میلاد کا ثبوت مِلا یا روزے کا؟ اگر بصیرتِ دینی سے درج بالا حدیث مبارکہ کو پڑھ کر مطلب نکالیں گے تو دوشنبہ کے روزے کا ہی جواز پائیں گے۔عیدِ میلاد کا نہیں۔ کہاں روزہ اور اس کی بُھوک پیاس اور کہاں شیرینی، زردہ پلاؤ، چائے، شربت سکنجبین وغیرہ گلی کوچوں میں کھاتے پیتے پھرنا، کس قدر تضاد ہے؟ ولادت باسعادت اور نزولِ وحی کے شکرانے میں حضورؐ تو روزہ رکھیں اور ہم بچّوں اور لاشعور بازاری قسم کے لوگوں سمیت نوجوان نسل کو ساتھ لیے بازاروں میں ہاہا، ہُوہُو، مشرکانہ نعرہ بازی کرتے، عجیب وغریب کلمات کو نعت خوانی کا رنگ دے کر گاتے، کھاتے پیتے، بغلیں بجاتے، شور مچاتے پھریں یہ طاعتِ رسولؐ ہوگی یا خلافِ رسولؐ؟

خدارا اپنی ذاتی خواہشات کی تشنگی دور کرنے کی غرض سے آنے والی نسلوں کے لیے دین اسلام کو ایک معمہ بنانے کی کوشش نہ کرو۔

جذبۂ عقیدت ومحبت کو فرقہ وارانہ رنگ دے کر آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی کی تاویلیں ایسے سانچے میں ڈھال کر کی جائیں جس سے توہم پرستی کا محل تیار ہوتے دیر نہیں لگتی کونسی دانشمندی اور فہم وفراست کی دلیل ہے؟ یوں معلوم ہوتا ہے، ان لوگوں کو اخروی زندگی کی نسبت دنیوی زندگی کے عیش وآرام اور عزّ وجاہ کی زیادہ ہی ضرورت ہے۔ جبھی تو دنیادار حاکموں کی طرح کثرتِ جُہلاء کی خواہشات کی رو میں بہے اور اُن کی خود ساختہ رسومات کو دین کا رنگ چڑھاتے چلے جا رہے ہیں، اور آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحیح تراجم تسلیم کر لینے کے بعد فوراً پینترا بدل کر یہ لکھ دیتے ہیں کہ "یہ غلط ہے" یا یوں کہ:

" اگر اس (آیت، حدیث) کے اصل معنوں پر عمل کیا جائے تو بہت سی خرابیاں پیدا ہوں گی[1]"

دیکھا! کس قدر دلیری اور سینہ زوری سے کام لیا گیا ہے؟ — جب آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویؐ کا صحیح ترجمہ ومفہوم ان کے عقیدہ کے خلاف جاتا ہے تو "اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں"۔ کیوں نہ خرابیاں پیدا ہوں قرآن وحدیث کے صحیح مفہوم کو تسلیم کر لینے سے ان کی شان وشوکت اور دنیاوی مفادات ختم ہوتے نظر آتے ہیں۔ خدا تم ہی پوچھے گا۔

قرآن وحدیث کے اصل معانی ومطالب کو تسلیم کر لینے کے بعد ان میں تاویلیں کر کے، مفہوم کو اصل جگہ سے ہٹا کر فرقہ وارانہ رسم ورواج کے مطابق کرنا کتاب اللہ اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تحریف کے مترادف ہے۔

یہود ونصاریٰ کے علماء نے تورات وانجیل کے احکامات میں تحریف کر کے عوام النّاس کی رسومات کے مطابق جو مواد پیش کیا اس پر خالقِ کائنات نے فرمایا:

"وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ بقرہ رکوع ۵)

" اور سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو۔ اور جان بوجھ کر حق بات کو نہ چھپاؤ"

خواہشاتِ نفسانی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے شروع ہی سے حق، جو خشک اور

---

[1] جاء الحق، تصنیف مفتی احمد یار خاں، میں اس قسم کے الفاظ معترض کی پیش کی ہوئی آیت یا حدیث پر کسے گئے ہیں۔

تکلیف دہ محسوس ہوتا رہا ہے، کو فلسفیانہ اصطلاحوں سے اس کا مفہوم بدل کر اس میں آسانی و رنگینی پیدا کی جاتی رہی ہے جس کی بنا پر حق پرست جماعت الگ اور باطل و ملاوٹ پرست گروہ الگ پہچانے جاتے رہے ہیں۔ قوم جب مختلف گروہوں میں بٹ جائے تو وہی لوگ مورد الزام دیئے جاتے ہیں جو غلو اور مبالغہ کے مرتکب ہُوا کرتے ہیں۔ حق پر مبنی جماعت تو اللہ جل شانہٗ کی پسندیدہ جماعت ہوتی ہے اس کو دبانا حق کو دبانے کے مترادف ہے جو خداوندِ عالم کو ہرگز گوارا نہیں۔ اس لیے جب حق مٹنے کے قریب ہوتا تو اس کی احیاء کے لیے کوئی نبی یا رسول بھیج دیا جاتا جو حق کی بجھتی ہوئی چنگاری کو پھونکتا اور وہ سُلگ کر جگمگا اُٹھتی حق کی اس روشنی کو ہمیشہ منوّر رکھنے کے لیے خالقِ کائنات نے نبیٔ آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی قندیل عطا فرمائی ہے جس میں حق و صداقت کا چراغ ہمیشہ جگمگاتا رہے۔ ادیانِ باطل کے شرک و بدعت کی آندھیاں اِس روشن چراغ کو بُجھا نہ سکیں گی۔ وہ قندیل ہے قرآن، اور وہ روشنی ہے اس کے احکام، کوئی جب چاہے فرقہ واریت کا لبادہ اتار کر مخلصانہ انداز میں قرآنی احکام سے دل کا نور یعنی روحانیت حاصل کر سکتا ہے لیکن فرقہ وارانہ فضا میں پرورش پانے والے عناصر قرآن پاک کی رہنمائی سے محروم ہی رہیں گے۔

ختم شریف کو آبِ حیات و انگبیں تصوّر کرنے والے حضرات نے عیدِ میلاد کو بھی رسوماتِ ختم میں داخل کر کے ایک اور نئی رسم کا اضافہ کر لیا ہے۔ اسی طرح رسوماتِ ختم والے مذہب کے دامن میں اب بہت سی اقدار اکٹھی ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے پانچ رُکنی دین اسلام کی اقدار ان کے مقابلے میں اپنا اثر کھو بیٹھی ہیں۔ اس لیے کہ جدید مذہب رسوماتِ ختم والا اپنے پرستاروں کو موقع پر ہی مٹھائی، پھل پھلاریاں، زردہ، پلاؤ، گوشت، روٹی مہیّا کر دیتا ہے جب کہ پانچ رُکنی دینِ اسلام میں ذہنی بدنی مشقت اور مالی و جانی قربانی کرنے کے بعد صلۂ آخرت میں ملنے کی توقع ہے۔ انسان چونکہ اُدھار کے مقابلے میں نقد کو پسند کرنے کا عادی واقع ہُوا ہے۔ اس لیے ؎

کون جیے گا تیرے وعدۂ فردا تلک
دِکھائی دیتی ہو جب اچھے اچھے کھانوں کی جھلک

بیجا تصرّف

عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نام پر جو رقم اکٹھی ہوتی ہے اِس کے دینے والے ثواب کی نیت سے دیتے ہیں یا عذاب حاصل کرنے کے لیے ؟ میں یقین سے کہتا ہوں اور سب کہیں گے کہ ثواب حاصل کرنے کے لیے۔ اللہ اور رسول ؐ کی خوشی کے لیے، اللہ تعٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اِس مد میں دینے والوں کو اگر یہ شعور نہیں کہ ثواب کیسے حاصل کیا جاتا ہے اور وہ اپنے ماحول کے زیرِ اثر دیئے چلے جاتے ہیں، وصول یا جمع کرنے والوں کو تو شعور ہونا چاہیئے، اگر اِن کو بھی شعور نہیں کہ ثواب کے حصُول کی نیت سے دینے والوں کا مال کس جگہ صرف کر کے ان کے لیے ثواب کی راہ کھولی جا سکتی ہے تو اُن بیچاروں کا مال بیجا صرف کر کے برباد کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں جو تھوڑی تھوڑی رقم فی کس وصول ہو کر کثیر رقم بن جاتی ہے۔

اس مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ہماری اس قوم کو خیرات وصدقات کے مفہوم اور ان کو صحیح جگہ لگانے کا علم نہیں ہو سکا۔ اگر علم ہوتا تو عید میلاد اور دیگر مواقع پر اکٹھی ہونے والی رقم سے چاول وغیرہ پکوا کر خود ہی اکٹھے ہو کر نہ کھاتے بلکہ ان رقوم کو کسی فلاحی یا تعمیری کام میں لگانے کا اہتمام کرتے۔ عیدِ میلاد پر اکٹھی ہونے والی رقم کا جو حشر ہوتا ہے وہ آپ عیدِ میلاد النبی کے دِن اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں جو جھنڈیوں، روشنیوں اور سب مل بیٹھ کھانے کی صورت میں منظرِ عام پر آتا ہے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود ثواب کی بھی توقع رکھی جاتی ہے۔ ذرا یہ تو بتائیے ثواب غرباء ومساکین، معذور واپاہج، بیوہ و یتیم کو دینے سے حاصل ہوتا ہے یا مشٹنڈوں کے گلچھرے اڑانے سے ؟ پس ثواب تبھی ہو گا جب کسی رقم کو یک مُشت کسی حاجت مند کی جھولی میں ڈال دیا جائے گا تاکہ اس کی کوئی ضرورت پوری ہو جانے سے اس کا دِل خوش ہو جائے اس طرح خداوندِ قدوس کی خوشنودی حاصل ہو جائے اور ثواب مخیر حضرات کو مل جائے۔ جس انداز سے عید میلاد کے موقع پر خرچ کیا جاتا ہے مثلاً جھنڈیاں لگانا، روشنیاں کرنا اور عید میلاد کے نام پر رقم اکٹھی کر کے سب کا مل کر خود ہی کھا جانا ناجائز واسراف ہے جو اللہ جل شانہ کو ہرگز پسند نہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے :

"اِنَّ اللهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ○
"بیشک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

عیدِ میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کیسے منائی جائے؟

کیا ولادتِ باسعادت کی خوشی ہمیں ایسے منانی چاہیئے جس طرح ایک دن میں کسی گھر سے جنازہ اٹھے اور اسی دن گھر والے شادی رچائیں۔ اس پر یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ بھلا جس دن جس گھر میں مرگ ہو اس دن گھر والے شادی بھی رچایا کرتے ہیں؟ میں کہوں گا، تو ۱۲ ربیع الاول کو عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ منائی جائے کیونکہ اس تاریخ کو ولادت شریفہ کی وجہ سے خوشیاں منائی جاتی ہیں اور یہی تاریخ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کی بھی ہے۔ اس لیے اس موقع پر ہم آپے سے باہر ہو کر غیر مہذب غیر سنجیدہ حرکتیں اور فضول خرچی کرنے کے بجائے اعتدال کی راہ اپنائیں گے اور قرآن نے بھی یہی درس دیا ہے" وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا الآیۃ!
"اور اسی طرح ہم نے تم کو اعتدال والی اُمت بنایا"

اِن مبارک و پاکیزہ الفاظ کی روشنی میں اب آپ ہی غور فرمائیں عید میلاد کے دن آرائش و زیبائش کے انتظامات، جلوس بھنگڑا، ناچ، گانے، قوالیاں کیا یہ سب طور طریقے راہِ اعتدال سے ہٹے ہوتے ہیں یا کہ نہیں؟ اگر آپ تحقیق کریں تو مندرجہ ذیل حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہو جائیگا کہ عیدِ میلاد منانے کا کوئی جواز ہی نہیں ہے:

"وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ"

(نسائی ابوداؤد)

"میری قبر کو عید (میلہ، عرس) نہ بنانا بلکہ مجھ پر درود پڑھنا، بیشک تم جہاں بھی ہو گے تمہارا درود مجھے پہنچ جایا کرے گا"

اَب جب کہ معلوم ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک پر کوئی عرس و میلہ یا کسی قسم کا اہتمام کر کے عید (خوشی) نہیں منا سکتے تو دوسری جگہ کسی قسم کا اہتمام کرنے کی کیا گنجائش ہے؟ جب کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جس دن پیدائش ہوئی وہی دن آپؐ کی وفات کا بھی ہے۔ لہٰذا اس صورت حال کو پیشِ نظر رکھ کر اس دن ہمیں مخرب الاخلاق

حرکتوں سے توبہ کرنے، اسلام کے اُصول وشعار اپنانے، دینی اقدار کو عملی جامہ پہنانے کا سچے دل سے اقرار کرنا چاہیئے اور یہ بھی عہد کرنا چاہیئے کہ اسلام کی سربلندی اور غیر مسلموں کی ہدایت کے لیے تبلیغی مشن ہر لحاظ سے شروع کریں گے اس لیے کہ اللہ جل شانہٗ نے یہ ذمہ داری بھی ہم پر ہی ڈالی ہوئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ ط" (سورہ آل عمران رکوع ۱۲)

"تم سب سے بہتر امت ہو۔ اس لیے تمہیں لوگوں کی رہنمائی کے لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ اچھے عمل کرنے کو کہتے، اور بُرے کاموں سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

یہ تعریف اور پہچان ہے اُمتِ مُسلمہ کی۔ جب ہم دیوالی اور رام لیلا ہندی تہواروں پر مچائی جانے والی، ہولی، پائے جانے والے دھمال بھنگڑے، کیے جانے والے فضول خرچ کی سی جھلکیاں عیدِ میلاد کے موقع پر پیش کریں گے تو پھر درج بالا آیت مبارکہ کے مطابق بہترین اُمت ہم نہ ہوں گے بلکہ وہی لوگ قرار پائیں گے جو اپنے سچے اور اچھے قول وعمل سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچیں گے، انسانوں کو امن وآشتی کی راہ دِکھا کر ایک فلاحی معاشرہ بنائیں گے، اخوت ورواداری، میانہ روی اور راست گفتاری کا جذبہ پیدا کریں گے۔ شوخی، چالاکی، مکّاری، ریاکاری، فضول خرچی، مشرکانہ نعرہ بازی، چغل خوری، نفرت وتعصب کا خاتمہ کریں اور شرک وبدعت کو جنم دینے والی رسومات کو مٹائیں گے، ملک وملّت کی سلامتی وتحفظ، دینِ اسلام کی بقاء واحیاء کے لیے ہر میدان میں مجاہدانہ لائحہ عمل کو اپنائیں گے وہی لوگ بہتر امت بن جائیں گے۔

گنائی گئی بُرائیاں دُور کرنے اور بتائے گئے اوصافِ حمیدہ کا اعمال میں ظہور کرنے کے لیے طاعتِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور پیروئ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا التزام واہتمام ازحد ضروری ہے اسی سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل ہوگی۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغ۔